سوال

میرا تعلق اہلِ حدیث خاندان سے ہے، اور میرے خاندان کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ مجھے اس مسئلے کا علم تھا، لیکن نکاح کے وقت میں جذباتی طور پر اس شخص کی محبت میں اس قدر مبتلا ہو چکی تھی کہ یہ بات میرے ذہن میں نہیں رہی۔ مزید یہ کہ میں اس وقت دینی احکام پر عمل نہیں کرتی تھی، نماز وغیرہ بھی نہیں پڑھتی تھی اور اسلامی زندگی سے بہت دور تھی، اس لیے اگرچہ مجھے اصولی طور پر یہ مسئلہ معلوم تھا، لیکن میں نے اس پر عمل نہیں کیا اور نکاح کے وقت اس کا خیال نہیں رکھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں توبہ کر کے دین کی طرف واپس آ چکی ہوں اور اپنے معاملے کو شرعی طور پر درست کرنا چاہتی ہوں۔ اسی جذباتی کیفیت، دینی کمزوری اور غفلت کی حالت میں میں نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر ایک شخص سے نکاح کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اسی شخص نے مجھے ایک طلاق دے دی۔ اب میرے خاندان کو اس معاملے کا علم ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر شرعاً جائز ہو تو اپنے ولی اور گواہوں کی موجودگی میں اسی شخص سے دوبارہ صحیح نکاح کر لیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ چونکہ پہلے نکاح کے وقت مجھے معلوم تھا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا، لیکن محبت، جذباتی کیفیت، دینی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے یہ بات میرے ذہن میں نہیں رہی، کیا پہلے نکاح کے دوران دی گئی وہ ایک طلاق شرعاً شمار ہوئی ہے؟ یا چونکہ پہلا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں تھا، اس لیے وہ طلاق شمار نہیں ہوگی اور نئے نکاح کے بعد طلاقوں کی گنتی صفر سے شروع ہوگی؟ براہِ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح جواب دیں، اور یہ بھی بتائیں کہ اب میرے لیے شرعی طور پر درست طریقہ کیا ہے۔

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام نے نکاح میں کچھ ارکان اور شروط متعین کی ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

نکاح کے تین ارکان ہیں:

1. خاوند اور بیوی کا ہونا کیوں کہ ان کے بغیر نکاح ممکن نہیں ہے، یہ بھی تاکید کرنا ضروری ہے کہ ان دونوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہو وہ ایک دوسرے کے محرم نہ ہوں۔

2. حصول ایجاب: ایجاب کے الفاظ عورت کے ولی یا پھر اس کے قائم مقام کی طرف سے اس طرح ادا ہوں کہ وہ خاوند کو کہے کہ میں تیری شادی فلاں لڑکی سے کرتا ہوں یا اس سے ملتے جلتے کوئی الفاظ کہے۔

3. حصول قبول: قبولیت کے الفاظ خاوند یا اس کا قائم مقام ادا کرے گا، مثلا: وہ یہ کہے کہ میں نے قبول کیا یا اسی طرح کے کوئی الفاظ۔

نکاح کی شروط درج ذیل ہیں:

1. خاوند اور بیوی کا تعین کرنا، یہ تعین نام، اشارے یا اس کی کوئی صفت بیان کر کے کیا جا سکتا ہے۔

2. خاوند اور بیوی کی رضامندی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَ تُنكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُستَأمَرَ، وَلاَ تُنكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُستَأذَنَ، قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ، وَكَيفَ إِذنُهَا؟ قَالَ: أَن تَسكُتَ (صحيح البخاري، النكاح: 5136، صحيح مسلم، النكاح: 1419).

شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا، کنواری عورت سے بھی نکاح کی اجازت لی جائے گی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! (کنواری) کی اجازت کس طرح ہوگی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

3. عورت کے لیے ولی کا ہونا بھی شرط ہے۔

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لانِكَاحَ إِلاَبِوَلِيّ (سنن أبي داود، النكاح: 2085، سنن ترمذي، النكاح: 1101، سنن ابن ماجه، النكاح: 1881) (صحیح).

ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

دوسری حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّما امرَأَةٍ نَكَحَت بِغيرِ إِذنِ مَوَاليهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (سنن أبي داود، النكاح: 2083، سنن ترمذي، النكاح: 1102) (صحیح).

جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔

4. اسی طرح نکاح کے وقت دو گواہوں کی موجودگی بھی شرط ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَنِكَاحَ إِلاَّ بِوَلِيٍّ، وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ (صحيح الجامع: 7557).

ولی اور دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

نکاح کے وقت مذکورہ بالا تمام ارکان اور شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر ان میں کوئی سے ایک رکن یا شرط نہ پائی جائے تو شرعی طور پر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

سوال میں مذکور صورت حال سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نکاح کے وقت ولی موجود نہیں تھا، اس لیے یہ نکاح صحیح نہیں تھا؛ کیونکہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ولی کی اجازت اور رضامندی بنیادی شرط ہے۔ جب نکاح ہی صحیح نہیں تھا تو آپ اس شخص کی بیوی بھی نہیں بنی۔ اس لیے جو اس شخص نے آپ کو طلاق دی ہے وہ طلاق ہوئی ہی نہیں کیونکہ طلاق اس عورت کو واقع ہوتی ہے جو انسان کے نکاح میں ہو، آپ شرعی طور پر اس کے نکاح میں نہیں آئیں۔

آپ نے اس مرد سے جو تعلقات رکھے وہ شرعی طور پر ناجائز تھے اس جرم پر رب کے حضور معافی اور سچی توبہ کرنا واجب ہے۔

اگر آپ اس شخص سے رضامندی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہیں تو کر سکتی ہیں لیکن نکاح کے مذکورہ بالا تمام ارکان اور شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔ نکاح کے بعد خاوند کے پاس تین طلاقوں کا اختیار ہوگا۔

اگر آپ نے اس شخص سے تعلقات قائم کیے ہیں، تو استبراء رحم کے بعد نیا نکاح کرنا ہوگا؛ کیونکہ پہلا نکاح شرعی شرائط کے مطابق نہیں تھا۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ لمیٹڈ

شیخ عطاء الرحمن علوی